بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

زید نے عمرو سے ایک ڈیمپر گاڑی خرید لی اور ڈرائیور (خالد) کو اس طور پر دی، کہ آپ گاڑی چلاتے رہے، گاڑی کی جتنی کمائی آتی رہے گی اس سے پندرہ ہزار (15000) آپ بطور تنخواہ لیتے رہے اور جتنے پیسے بچ گئے وہ عمرو (بائع) کو اس کے دین کی آدائیگی کے لئے دیا کرے، جب آپ گاڑی کی آدھی قیمت آدا کریں گے تو پھر آپ (خالد) میرے (زید) ساتھ شریک ہو جائیں گے، کل گاڑی میں نصف حصہ آپ کا ہوگا اور نصف میرا ہوگا۔ تو کیا شریعت کی رو سے مذکورہ معاملہ درست ہے؟

الجواب حامداومصلیا

سوال میں مذکور معاملہ فقہاء کرام کے نزدیک فاسد ہے۔

صورت مسئولہ شرکت، مضاربت اوراجارہ میں سے کسی بھی ایک کے تحت نہیں آسکتی ہے، کیونکہ شرکت دونوں شریکوں کے درمیان معاملہ سرمایہ اور منافع میں منعقد ہوتا ہے جو کہ یہاں نہیں ہے۔

کمافی" التنویر":

"الشرکۃ عبارۃ عن عقدبین المتشارکین فی الاصل والربح ۔"

(کتاب الشرکۃ :۳/۳٦۴)

اجارہ کی صورت میں بھی فساد لازم آتا ہے۔

"دفع بقرۃ الی رجل علی ان یعلفھا ومایکون من اللبن والسمن بینھما انصافا فالاجارۃفاسدۃ ،وعلی صاحب البقرۃ للرجل اجرقیامہ ،وقیمۃ علفہ ان علفھا من علف ھو ملکہ ۔"

(الفتاوی الھندیۃ،کتاب الاجارۃ،الباب الخامس عشر:445/۵)

مضاربہ کی صورت بھی یہاں بن سکتی ہے، کیونکہ مضاربہ کے لیے ایک طرف سرمایہ جب کہ دوسری طرف سے محنت شرط ہے، وہ بھی بایں صورت کہ منافع فیصد کے اعتبار سے تقسیم ہو۔ (مثلا: آدھا حصہ، یا ایک تہائی وغیرہ)۔

"(هي) لغة مفاعلة من الضرب في الأرض وهو السير فيها وشرعا(عقد شركة في الربح بمال من جانب) رب المال (وعمل من جانب) المضارب."

(الدرالمختار،کتاب المضاربۃ)

اسی طرح ڈرائیور سے یہ کہنا کہ کمائی سے آپ پندرہ ہزار لیتے جائے یہ قفیز الطحان کی صورت بنتی ہے جو ناجائز ہے۔

"صورة قفيز الطحان ان يستأجرمن آخرثورا ليطحن لہ الحنطۃ على ان يكون لصاحبها قفيزمن دقيقها أويستأجرانسان ليطحن لہ الحنطۃ بنصف دقيقهاأوثلثہ أوماشبہ ذلک فذلک فاسد۔"

(الفتاوى الهندية:كتاب الاجارة ،الباب الخامس عشر،444/ 4)

تاہم اگرکمائی کے ساتھ مقیدنہ کیاجائے، **مطلق تنخواہ** کا تقرر کیاجائے،بعد میں اگرکمائی سے دیاجائے توحرج نہیں ہے۔

کمافی "الفقہ الاسلامی وأدلتہ":

"شركات السيارات: كثيراً ماتنعقد الشركة في ملكية سيارة شاحنة أو صغيرة سياحية أو لنقل الركاب، ويكون بعض الشركاء ملاَّكاً لحصص معينة، وواحد منهم سائق للسيارة وشريك يملك بعض الأسهم معاً، ويتقاضى السائق عادة أجراً أو راتباً شهرياً معيناً، وقد يوافق مالك السيارة على أن يتنازل عن ربعها مثلاً للسائق على أن تسدد قيمة الربع من الأرباح في المستقبل. وهذا كله جائز لتعارف الناس؛ لأن الشركة تنعقد على حسب العادة، وهي مبنية على التوسع والمسامحة، وتنعقد أيضاً على الضمان أو على ذمم الشركاء أو على عملهم، والشركة تنبني على الوكالة أو على الوكالة والكفالة. ويأخذ السائق حصته من الأرباح، كما يتقاضى الأجر المتفق عليه، ولا مانع من أن يكون الأجر مقطوعاً محدداً أو مسمى، أو جزءاً نسبياً من الربح. وقد بينت في بحث شركة المساهمة وشركة التضامن أنه لا مانع شرعاً من اعتبار مدير الشركة أجيراً موظفاً على العمل. ولا مانع من وجود صفتي الشركة والإجارة، في شيء واحد،في رأي المالكية والشافعية قياساً على المزارعة والمساقاة، ولأن المنع من وجود عقدين في عقد أو شرطين في عقد يزول إذا زالت علته أو حكمته وهو عدم إثارة النزاع والجدال، وعدم المنازعات جرى عليه العرف والعادة، فلم يعد الشرط مفسداً، وللناس فيها حاجة."

(الفقہ الاسلامی ،شرکات السیارات:۵/۳۰۴۴،ط: رشیدیہ کویتہ)

مذکورہ بالاسوال کے مطابق کتاب الفتاوی:

اس طریقہ کو بعض فقہاء نے جائز قرار دیاہے کہ ڈرائیورکچھ عرصہ گاڑی چلاکر پھرمالک اس کو گاڑی میں چوتھے حصہ کا مالک اور شریک ٹھہراسکتاہے۔۔۔البتہ اس کے لیے معمولی سی تنخواہ مقرر ہو،تاکہ قفیز الطحان میں داخل نہ ہوجائے۔

(کتاب الفتاوی: باب شرکت الفاسدۃ:3/194)

اس کاآسان طریقہ گاڑی کامالک ڈرائیور کو شروع ہی سے اپناشریک بنادے باین طور کہ آدھاحصہ قسطوں پر بیچ دے اور قسطوں کی آدائیگی کے لیے ایک معین تاریخ مقرر کردے ،اس سے ڈرائیوراورمالک کے درمیان شرکت قائم ہوجائے گی ،اس کے بعد مالک ڈرائیور سے کہے: کہ اب آپ گاڑی کو چلاتے رہے، مثلا: کل منافع میں سے 55 فیصد ڈرائیور کے ہوں گے اور 45 فیصد مالک کے ہوں گے۔یا پھر ڈرائیور کے لیے باقاعدہ ایک مناسب تنخواہ مقرر کیاجائے۔

كمافی "فقہ البیوع ":

"ویجب لصحتہ أن یکون الأجل معلوما ،فان کان الأجل فیہ الجھالۃ تفضی الی النزاع فسدالبیع۔۔۔ولانعلم فی اشتراط العلم فی الجملۃ اختلافافأما کیفیتہ فانہ یحتاج أن یعلمہ بزمان بعینہ لایختلف ۔"

(۱/۵۳۸،البیع المؤجل ط:معارف القرآن)

وقال "العلامۃ الشامی" :

"لانہ بالبیع صار بینھما شرکۃ ملک حتی لایجوز لأحدھما أن یتصرف فی نصیب الأخر ثم بالعقد بعدہ صارت شرکۃ عقد ،فیجوزلکل منھما التصرف۔"

(ردالمحتار:کتاب الشرکۃ :۶/۴۷۶،ط: رشیدیہ)

یادرہے: شریک کواجیر بنانا درست ہے۔

(احسن الفتاویٰ: کتاب الاجارہ :۷/۳۲۱،ط: ایچ ایم سعید)

واللہ اعلم بالصواب۔

سید کلیم اللہ حرمزئی۔